ساتھ کیا ہے؟ فسادات خواہ فرقہ وارانہ ہوں یا غیر فرقہ وارانہ! بہرحال وہ امن وامان اور لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہیں، اُن کا تدارک قانون اور طاقت سے ہی ہو سکتا ہے اور یہ دونوں چیزیں پہلے سے حکومت کے پاس موجود ہیں۔ اگر بیس برس سے یہ فسادات برابر ہو رہے ہیں اور روز افزوں زیادتی اور شدت کے ساتھ تو اُس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ قومی یک جہتی مفقود ہے' بلکہ وجہ یہ ہے کہ ان فسادات کو روکنے اور ختم کرنے کے لئے قانون اور حکومت کو اپنی طاقت کا جو استعمال کرنا چاہیئے تھا وہ اُس نے نہیں کیا

مانا کہ فسادات سیاسی پارٹیاں یا فرقہ پرست جماعتیں کراتی ہیں، لیکن یہ جماعتیں تو کبھی اپنی حرکت سے باز نہ آئیں گی۔ اب سوال یہ ہے کہ ان حالات میں حکومت یا ایڈمنسٹریشن کا فرض کیا ہے؟ جیسا کہ نائب وزیر اعظم نے کانفرنس میں کہا، حکومت کے لئے صرف دو ہی راستے ہیں، یا وہ ان فسادات کا خاتمہ کر کے اپنا فرض منصبی ادا کرے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتی ہے تو مستعفی ہو جائے۔ اور اگر وہ نہ یہ کرتی ہے اور نہ وہ، بلکہ قومی یک جہتی کونسل جیسی چیزوں کا ڈھونگ رچاتی ہے تو اُس کے صاف معنیٰ یہ ہیں کہ خود حکومت کا دماغ اس معاملہ میں صاف نہیں ہے اور وہ یہ سب کچھ بین الاقوامی دنیا کی نظروں میں اپنی پوزیشن صاف کرنے کی غرض سے کر رہی ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں جب تک حکومت کا ضمیر گاندھی جی کی طرح بیدار اور دماغ صاف نہیں ہوگا اور وہ ہر نتیجہ سے بے نیاز اور بے پروا ہو کر قانون کا منشا پورا کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوگی' اس طرح کی ہزار کانفرنسیں ہوا کریں، فسادات کا کوئی انسداد نہیں ہوگا، نہیں ہوگا اور ہرگز نہیں ہوگا۔

افسوس ہے کہ گزشتہ مئی میں اُردو کے مشہور شاعر پرویز شاہدی کلکتہ میں انتقال کر گئے۔ عمر ۵۵ برس کی پائی۔ اصل نام محمد اکرام حسین تھا۔ نسباً سید تھے' وطن پٹنہ تھا اور سنہ ۱۹۱۱ء میں وہیں پیدا ہوئے تھے، اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں ایم۔ اے کیا تھا، اسی زمانہ میں کسی جذباتی صدمے سے دوچار ہوئے اور کلکتہ میں سکونت اختیار کر لی۔ او ہر بارہ تیرہ برس سے کلکتہ یونیورسٹی میں ...... اُردو کے لکچرر تھے اور اُن کی وجہ سے اس شعبہ میں جیسے زندگی کی نئی روح پیدا ہو گئی تھی' شعر گوئی کا ملکہ فطری تھا۔ چنانچہ اُن کے ساتھیوں کا بیان ہے کہ دس برس کی عمر سے ہی شعر کہنے لگے اور مشاعروں میں شرکت کرنے لگے تھے۔ انھیں قدرت تو دونوں پر تھی لیکن ان کو فطری مناسبت بہ نسبت نظم کے غزل سے زیادہ تھی۔ یہاں تک کہ اُن کی نظم بھی غزل کا آہنگ رکھتی تھی۔ اپنی عمر اور شاعری دونوں کے عہد شباب میں "ترقی پسند" ہو گئے تھے لیکن چونکہ طبیعت میں سلامتی اور ذوق میں استواری تھی اس لئے اُن کی "ترقی پسندی" صرف افکار تک محدود رہی۔ شاعری اور خصوصاً غزل کی قدیم

روایات سے انھوں نے رشتہ منقطع نہیں کیا۔ جتنے اچھے شاعر تھے ترنم بھی اتنا ہی ولولہ انگیز اور موثر تھا۔ کلکتہ میں جب پہلی بار (غالباً سنہ ۱۹۴۹ء میں) اُن کی معرکہ آرا نظم "تضاد"

میں عدوئے قہرمانی تو رفیقِ شہریاری　　　مری زندگی جہادی تری زندگی فراری

تجھے خار وخس کی سطوت پہ یقین پائداری　　　مرے ہر نفس میں رقصاں مرا عزم شعلہ باری

تری آنکھیں سہمی سہمی تری فکر لرزی لرزی　　　مری رُوح بپھری بپھری کہ لگائے ضرب کاری

سُنی ہے تو پورے مجمع میں خوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ گویا طبلِ جنگ بج چکا ہے اور فوج مارچ کرنے والی ہے، یہی واقعہ میری اور اُن کی دوستی کا نقطۂ آغاز تھا، وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ دوستی اس درجہ مستحکم اور مضبوط ہوتی چلی گئی کہ وہ میرے نہایت عزیز اور مخلص دوست ہوگئے۔ جنوری سنہ ۶۷ء میں چند روز کے لئے میں کلکتہ گیا اور اُن کو اس کا علم ہوا تو کہلا کے بھیجا کہ میں آجکل صاحب فراش ہوں خود نہیں آسکتا لیکن تم مجھے آکر اپنی صورت ضرور دکھا جاؤ۔ چنانچہ میں گیا تو بستر سے بمشکل تمام اُٹھ کر سینہ سے لپٹ گئے۔ بس یہ میری اور اُن کی آخری ملاقات تھی۔

اُن کے کلام کا ایک مجموعہ "رقص حیات" کے نام سے عرصہ ہوا چھپا تھا، لیکن ضرورت ہے کہ انجمن ترقی اُردو یا کوئی اور ادارہ ان کا تمام کلام خاطر خواہ اہتمام و انتظام سے شائع کرے۔ پرویز کی شاعری صرف ایک نغمہ دلنواز نہیں بلکہ کاروانِ حیات کے لئے بانگ درا بھی ہے۔

ہفتہ وار نقیب

کا نیا دور

امارت شرعیہ صوبہ بہار واڑیسہ کے ہفتہ وار "نقیب" سے جو پھلواری شریف ضلع پٹنہ سے شائع ہوتا ہے پڑھے لکھے لوگ واقف ہیں۔ یہ دینی مذہبی اور علمی رسالہ اب وہ آٹھ ورق پر عمدہ کتابت وطباعت کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور ملک کے مشہور صحافی جناب "شاہد" رام نگری اس کے مدیر اعلیٰ مقرر کئے گئے ہیں ان کی ادارت میں اب یہ ہفتہ وار ترقی کر رہا ہے اور ہر ہفتہ دلچسپ مفید اور لائق مطالعہ مضامین چھاپ رہا ہے اس کا سالانہ چندہ بارہ روپئے اور ہر پرچہ کی قیمت ۲۵ ہے

ہفتہ وار "نقیب" پھلواری شریف ضلع پٹنہ (بہار)